# عقیدہ ختم نبوّت صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کا تحفظ

مفتی اعظم پاکستان مولانا محمّد رفیع عثمانی مدظلہم

# عقیدہ ختمِ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کا تحفظ

مفتئ اعظم پاکستان مولانا محمد رفیع عثمانی مدظلہم

فرید بُک ڈپو (پرائیویٹ) لمیٹڈ
۴۲۲ مٹیا محل اردو مارکیٹ جامع مسجد دہلی ۱۱۰۰۰۶
فون آفس : ۳۲۷۹۹۹۸، ۳۲۶۵۴۰۶ رہائش : ۳۲۶۲۴۸۶

نام کتاب : عقیدۂ ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کا تحفظ

مؤلف : مفتی اعظم پاکستان مولانا محمد رفیع عثمانی مدظلہم

صفحات : ۳۲

قیمت :

ناشر : فرید بک ڈپو پرائیوٹ لمٹیڈ دہلی

پرنٹرس : فرید انٹرپرائزز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# فہرست

## ﴿عقیدہ ختم نبوت ﷺ اور اس کا تحفظ﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# عقیدہ ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کا تحفظ

یہ حضرت مفتی اعظم پاکستان مولانا محمد رفیع عثمانی صاحب مدظلہم کی اس تقریر کا متن ہے جو انہوں نے ساتویں سالانہ انٹرنیشنل ختم نبوت کانفرنس منعقدہ اتوار ۱۶ اگست ۹۲ء سینٹرل جامع مسجد برمنگھم، برطانیہ میں بعد نماز ظہر دوسرے سیشن میں فرمائی تھی۔ اسے موصوف کی نظر ثانی اور تصحیح کے بعد ہدیہ قارئین کیا جا رہا ہے۔

نحمد ونصلی علی رسولہ الکریم۔ اما بعد:

صدر محترم! حضرات علماء کرام اور میرے عزیز دوستو اور بھائیو!

آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی ایسی عظیم اور محبوب ہے کہ اس

کے ادنی سے ادنی پہلو پر اگر بولنے والا شروع کرے تو دن تو کیا ہفتے اور

مہینے گذر جائیں اللہ تعالی کے فضل وکرم سے بولنے والے کم نہیں ہوں

گے۔

چودہ سو سال کی تاریخ شاہد ہے کہ جب کبھی ناموس رسالت ﷺ

پر کوئی حرف آنے کا شائبہ بھی پیدا ہوا تو لاکھوں فدائی اور پروانے اپنی

جانیں قربان کرنے کے لئے میدان میں اتر آئے۔

## فتنوں کی بہتات

جس دور سے ہم گذر رہے ہیں یہ فتنوں کا دور ہے، مسلمانوں کے

لیے آزمائشوں اور امتحانوں کا دور ہے میرے مرشد حضرت ڈاکٹر محمد

عبدالحی عارفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت حکیم الامت مولانا اشرف

علی صاحب تھانویؒ کے خلیفہ مجاز تھے، فرمایا کرتے تھے کہ یہ فتنے کم نہیں

ہوں گے۔ فتنوں کا یہ سیلاب رفتہ رفتہ طوفان بنے گا اور پھر یہ طوفان جا کر قیامت سے ٹکرائے گا، بس خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اپنی توانائیاں اس سیلاب کی روک تھام کے لئے صرف کرتے رہیں گے۔ اور ثواب کماتے رہیں گے۔

لہذا۔۔۔۔ یہ سیلاب رکے گا تو نہیں، ایک فتنہ ختم نہیں ہوگا کہ دوسرا آجائے گا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ قرب قیامت میں جو فتنے آئیں گے ان کا حال یہ ہوگا کہ "یرقق بعضہا بعضا" یعنی جو فتنہ آئے گا لوگ سمجھیں گے کہ یہ بہت بڑا فتنہ ہے۔ ابھی یہ ختم نہیں ہونے پائے گا کہ دوسرا اس سے بڑا فتنہ آجائے گا اور وہ اتنا بڑا ہوگا کہ اس کے سامنے پہلا فتنہ چھوٹا معلوم ہونے لگے گا۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ یہ فتنے اس طرح آئیں گے جیسے سمندر کی موجیں ہوتی ہیں، ایک موج آتی ہے وہ ابھی ختم نہیں ہونے پاتی کہ اس سے بڑی موج آکر اس کو چھپا دیتی ہے، اور جس طرح سمندر

کی موجیں ہر طرف سے آتی ہیں یہ فتنے بھی ہر طرف سے آئیں گے، اور جیسے سمندر کی موجیں طرح طرح کی ہوتی ہیں یہ فتنے بھی طرح طرح کے ہوں گے، یہ فتنوں کا دور ہے اور اللہ رب العالمین کی پناہ مانگنے کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں ہے۔ ہمارے پاس صرف دو ہی چیزیں ہیں (۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی تعلیمات پر ایمان (۲) ان تعلیمات پر اللہ کی پناہ اور مدد مانگتے ہوئے عمل کرنے کی بھرپور جدوجہد۔

## قادیانی فتنے کی سرکوبی

میرے والد ماجد مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے اپنی زندگی کا بہت بڑا حصہ قادیانیت کے رد اور اس کے تعاقب میں خرچ کیا۔ وہ فرماتے تھے کہ جب یہ قادیانی فتنہ بڑھنے لگا تو میں اپنے استاذ محترم حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ یہ ملاقات طویل مدت کے بعد ہوئی تھی، میں نے دیکھا کہ

حضرت کے چہرے پر کمزوری اور حزن وملال کے آثار ہیں، میں نے خیریت دریافت کی تو فرمایا۔ 'خیریت کیا پوچھتے ہو زندگی برباد ہو گئی'۔ خیال فرمایئے، کون کہہ رہا ہے کہ 'عمر برباد ہو گئی؟' وہ جس نے اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ دین کی حفاظت اس کی نشرواشاعت، اسلامی علوم کے درس وتدریس اور حضور ﷺ کی احادیث کی خصوصی تحقیق میں صرف کیا تھا، اور جس کے ہزاروں شاگرد ہیں، آج ہندوستان، پاکستان اور بنگلہ دیش میں جو کوئی عالم دین موجود ہے، گو براہ راست ان کا شاگرد نہ ہو کیونکہ اب غالباً ان کا کوئی شاگرد زندہ نہیں ہے۔ لیکن ان کے شاگردوں کا شاگرد ہے، یا شاگردوں کے شاگردوں کا شاگرد ہے، اس مجمع میں بھی جو علماء کرام موجود ہیں، بلا استثناء کوئی ان کے شاگردوں کا شاگرد ہوگا، یا شاگردوں کے شاگردوں کا شاگرد ہوگا۔

اتنا کام اللہ رب العلمین نے حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ سے لیا، وہ کہتے ہیں کہ 'میری عمر برباد ہو گئی'، جس کے شاگرد مولانا مفتی محمد

مولانا مناظر احسن گیلانیؒ جیسے محققین ہوں وہ یوں کہہ رہا ہے کہ 'میری عمر برباد ہوگئی'!

حضرت والد صاحبؒ فرماتے ہیں، میں نے پوچھا حضرت کیا بات ہوئی؟ فرمایا 'عمر برباد ہوگئی' ہم مدرسوں میں معتزلہ کے مذاہب پڑھاتے رہے ان کا رد کرتے رہے، خوارج، کرامیہ، مرجئیہ، جہمیہ کے مذاہب پڑھاتے اور ان کا رد کرتے رہے اور فقہی مسائل میں فقہ حنفی کی ترجیح بیان کرنے میں اپنی توانائیاں خرچ کرتے رہے لیکن اب یہ فتنہ اٹھ کھڑا ہوا ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے خلاف ایک بہت بڑا محاذ کھول دیا ہے، قادیانیت کا یہ فتنہ مسلمانوں کو مرتد اور کافر بنا رہا ہے، امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کے خلاف اتنی بڑی بغاوت اٹھ کھڑی ہوئی ہے اور ہم یہاں دوسرے مسائل میں گھرے ہوئے ہیں' فرمایا کہ 'تم

میری خیریت پوچھتے ہو؟ جب سے اس قادیانی گروہ کے حالات پڑھے اور سنے میری بھوک بھی اڑ گئی ہے اور نیند بھی' والد صاحبؒ فرماتے تھے کہ اس کے بعد ان کی کیفیت یہ تھی کہ ان کا کسی اور کام میں دل نہیں لگتا تھا بس وہ اپنی زندگی کا باقی حصہ اس فتنہ کی سرکوبی میں خرچ کرنا چاہتے تھے۔

## ملحدین کی تکفیر کا اصول

چنانچہ حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ نے اس سلسلہ میں خود بڑی عظیم کتابیں تالیف کیں اور اپنے نابغہ روزگار شاگردوں کو بھی اس مہم پر لگا دیا۔ اس مسئلے کے جتنے علمی پہلو اور علمی گوشے تھے ان کو اپنی دوررس اور دقیقہ رس تحقیق سے حل کیا اور ضخیم ضخیم کتابیں لکھیں۔ آپ کی عربی تصنیف 'اکفار الملحدین' بھی اسی سلسلے کا ایک بڑا تحقیقی کارنامہ ہے، اس دقت عام طور سے یہ سوال اٹھایا گیا تھا کہ یہ قادیانی 'لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ' کا کلمہ پڑھتے ہیں، قرآن کو بھی مانتے ہیں،

تمام رسولوں کو بھی مانتے ہیں، سب فرشتوں کو بھی مانتے ہیں، یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں، پھر ان کو مسلمان کیوں نہیں کہا جاتا؟ اور ان کو کافر کیوں کہا جاتا ہے؟ اسی سوال کے جواب میں حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ نے وہ مشہور عربی کتاب تالیف فرمائی جس کا نام 'اکفار الملحدین' ہے، اس میں اس مسئلہ کی بے مثال تحقیق فرمائی ہے کہ کسی ملحد اور بے دین اور زندیق کو کافر قرار دینے کے کیا اصول ہیں اور کیا شرائط ہیں؟ کن پابندیوں اور احتیاطوں کے ساتھ کسی کو کافر کہا جا سکتا ہے؟ اور اسے کافر کہنا واجب ہو جاتا ہے، جس کا حاصل یہ تھا کہ اگر کوئی شخص اسلام کی تمام تعلیمات کو مانتا ہو لیکن اگر کوئی ایک بات جس کا ثبوت قرآن کریم سے یا رسول اللہ ﷺ کی احادیث متواترہ سے صراحۃً ہوا ہو، اس کی حقانیت سے منکر ہو جائے تو وہ شخص دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ اس لئے کہ اگر اس نے رسول اللہ ﷺ کی لائی ہوئی ایسی تعلیمات میں سے کسی ایک بات کو حق ماننے سے انکار کر دیا تو اس نے رسول اللہ ﷺ کو

العیاذ باللہ جھوٹا کہہ دیا اور رسول کو جھوٹا کہنے والا کیسے مسلمان ہو سکتا ہے؟ یہ قادیانی سب چیزیں مانتے ہیں لیکن ختم نبوت کے جو معنی قرآن کریم اور سنت متواترہ نے مقرر اور متعین کر دیئے ہیں اس کا انکار کرتے ہیں۔

میرے والد ماجدؒ کی ایک کتاب جس کا نام 'ختم نبوت' ہے اس میں حضرتؒ نے قرآن کریم کی ایک سو دس آیات نقل فرمائی ہیں جن سے پوری طرح واضح اور ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی یا رسول نہیں آ سکتا، کسی قسم کا چھوٹا یا بڑا، ظلی یا بروزی، تشریعی یا غیر تشریعی، نہ رسول آ سکتا ہے نہ نبی آ سکتا ہے۔ اور جو شخص ایسا دعوی کرے گا وہ بدترین جھوٹا اور کذاب ہوگا۔ اسی طرح اسی کتاب میں دو سو سے زیادہ احادیث رسول اللہ ﷺ نقل فرمائی ہیں اور پھر اجماع امت کو نقل فرمایا ہے اور اکابرین امت کے اقوال نقل کئے ہیں جن کا حاصل یہی ہے کہ جو شخص ختم نبوت کا منکر ہوگا وہ کافر ہوگا۔

خوب یاد رکھئے! کہ جس طریقہ سے قرآن کریم کے کسی لفظ کا

انکار کفر ہے اگر کوئی شخص یوں کہے کہ پورے قرآن کو مانتا ہوں لیکن 'صراط مستقیم' کے اندر جو لفظ 'صراط' ہے اس کو نہیں مانتا یا لفظ 'مستقیم' کو نہیں مانتا، یا اس کی 'ر' کو نہیں یا اس کی 'ط' کو نہیں مانتا، گویا کسی ایک حرف کا بھی انکار کرے گا تو کافر ہو جائے گا، کیونکہ اس نے قرآن کریم کے ایک جز کا انکار کر دیا، تو جس طرح قران کریم کے کسی لفظ کا انکار کفر ہے، اسی طرح قرآن کریم یا رسول اللہ ﷺ کی احادیث متواترہ سے قطعی طور پر ثابت ہونے والے مضمون کے کسی ایک حصہ کا انکار کر دینا بھی کفر ہے۔

ختم نبوت کا عقیدہ بھی قرآن کریم کی سو سے زیادہ آیات، اور دو سو سے زیادہ احادیث سے قطعی طور پر ثابت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ختم نبوت کا منکر پوری امت کے نزدیک بالاتفاق کافر ہے۔ خواہ وہ کتنی ہی نمازیں پڑھتا ہو اور کتنے ہی روزے رکھتا ہو، اور اگرچہ زبان سے کلمہ طیبہ بھی پڑھتا ہو۔

مثلاً دیکھئے! قرآن کریم نے کتنے واشگاف انداز میں فرمایا کہ:

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾

﴿سورہ الاحزاب آیات نمبر 40﴾

"کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے مردوں میں
سے کسی کے باپ نہیں، لیکن یہ اللہ کے
رسول ہیں اور خاتم النبیین ہیں (آپ
کے بعد کوئی نیا نبی آنے والا نہیں)"

چنانچہ ہمارے بزرگوں نے قادیان میں جا جا کر قادیانیوں کو للکارا اور ان سے مناظرے کئے اور ہر مرتبہ یا تو انہوں نے راہ فرار اختیار کی اور اگر کبھی مناظرے کئے تو شکست فاش کھائی۔

## پاکستان اور قادیانی

افسوس صد افسوس کہ مملکت خداداد پاکستان بن جانے کے بعد ہماری حکومتوں میں قادیانی داخل ہو گئے، پاکستان کی سب سے پہلی حکومت بنی اس میں سر ظفر اللہ پاکستان کا وزیر خارجہ بنا، ہماری حکومتوں کا فرض تھا کہ وہ کام کرتیں جو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے خلافت سنبھالتے ہی کیا تھا۔ خلافت سنبھالتے ہی حضرت ابو بکر صدیقؓ نے ایک کام یہ کیا تھا کہ جتنے نبوت کے جھوٹے دعویدار تھے مسیلمہ کذاب، طلیحہ، سجاع وغیرہ ان کے خلاف صحابہ کرامؓ کے لشکر بھیجے اور جب تک ان فتنوں کا قلع قمع نہیں ہو گیا حضرت ابو بکر صدیقؓ چین سے نہیں بیٹھے، یہ ان کا دینی فریضہ تو تھا ہی، ایمانی فراست کا تقاضا بھی تھا، کیونکہ جب تک اندرونی دشمنوں سے نہ نمٹا جائے، بیرونی دشمنوں کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا۔ لہذا کم از کم اتنی احتیاط تو فوراً کی جاتی کہ قادیانیوں کو اس نئے مسلم ممالک میں کلیدی عہدوں پر نہ رکھا جاتا۔

نیز پاکستانی حکومت کا شرعی اور دینی فریضہ تھا کہ وہ پاکستان بن جانے کے بعد کم از کم یہ کام تو کرتی کہ دستوری اور قانونی طور پر فیصلہ کر دیتی کہ جو شخص بھی حضور ﷺ کے بعد مدعی نبوت ہو وہ کافر ہے، مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کو ماننے والے سب کافر ہیں، اور قادیانی غیر مسلم اقلیت ہیں، لیکن (حکومت نے) یہ نہیں کیا، اس کے بعد سر ظفر اللہ قادیانی کو وزیر خارجہ بنائے رکھا، اس وقت کے حالات سے جو لوگ باخبر ہیں وہ جانتے ہیں کہ سر ظفر اللہ ہی کی غدارانہ سازش کی وجہ سے اس وقت کشمیر کے مجاہدین جو 'بارہ مولا' پر قبضہ کر چکے تھے اور اگلے روز 'سری نگر' میں داخل ہونے والے تھے، اپنی جیتی ہوئی جنگ ہار بیٹھے، اور کشمیر کا مسئلہ ایک ناسور بن کر رہ گیا۔

## میرے ایک استاذ کا واقعہ

مجھ یاد ہے کہ جب میں دار العلوم کراچی میں عربی صرف ونحو کی

ابتدائی کتابیں پڑھتا تھا تو ہمارے ایک استاذ حضرت مولانا امیر الزماں کشمیری صاحبؒ تھے، جن کا آزاد کشمیر میں حال ہی میں انتقال ہوا ہے، ان سے ہم نے فارسی پڑھی تھی، ان کی نئی نئی شادی ہوئی تھی، نئی نویلی دلہن گھر میں تھی کہ انہی دنوں میں قادیانیوں نے ایک بڑی کانفرنس کراچی میں منعقد کی، جہانگیر پارک، اس زمانے میں کراچی کا مشہور باغ تھا، بڑے بڑے جلسے وہیں ہوتے تھے، 'جہانگیر پارک' ہمارے گھر سے تقریباً ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر تھا اور مغرب کے بعد قادیانیوں کا جلسہ شروع ہونے والا تھا، تو ہمارے استاذ گھر پر تشریف لائے، حضرت والد صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے کیونکہ وہ والد صاحبؒ کے شاگرد تھے، اور اپنا کچھ زیور، کچھ نقدی، کچھ امانتیں اور ایک وصیت نامہ لکھ کر والد صاحبؒ کی خدمت میں پیش کیا کہ 'حضرت میں تو اب جا رہا ہوں جلسہ گاہ میں، یا تو اس جلسے کو روکنے میں کامیاب ہو جاؤں گا ورنہ شہید ہو جاؤں گا، یہ چیزیں آپ کے پاس امانت ہیں وصیت نامہ کے مطابق ان کو تقسیم فرما دیجیے، میری ایک

بیوی ہے، کوئی بچہ نہیں ہے میں شہید ہو جاؤں تو عدت کے بعد اسے وطن
بھیجنے کا انتظام فرما دیجیے، وہ بندہ خدا تو والد صاحب کے پاس امانت اور
وصیت رکھوا کر چلے گئے، مجھے پتہ چلا تو میں اور میرے برادر بزرگوار
جناب محمد ولی رازی صاحب اور میرے پھوپھی زاد بھائی جناب فخر عالم
صاحب بھی جلسہ گاہ کو روانہ ہو گئے ۔راستے میں زبردست پہرے تھے،
داڑھی والوں کو جلسے کے پاس تک نہیں جانے دے رہے تھے، میری داڑھی
ابھی نکلنی شروع ہوئی تھی، بہرحال کسی نہ کسی طرح ہمیں پہنچنے کا موقع مل
گیا۔وہ جلسہ گاہ ایک جیل سی بنی ہوئی تھی کیونکہ مسلمانوں نے اس جلسہ گاہ
کا گھیراؤ کر رکھا تھا، کوئی قادیانی باہر نہیں نکل سکتا تھا، اندر جانے کے لئے
فوجی پہرے تھے، جس کے ذریعہ قادیانی اندر جاتے تھے، لیکن انہوں نے
لاؤڈ اسپیکر باہر دور تک لگائے ہوئے تھے ہم نے ان کھمبوں کو اکھاڑنا
شروع کیا جن پر لاؤڈ اسپیکر لگے ہوئے تھے اور ان کی بتیوں کو پتھر مار مار کر
توڑنے لگے، آس پاس جو مسلمان جمع تھے ان کے سامنے کسی نے یہاں

تقریر شروع کردی، کسی نے وہاں، اور دیکھتے ہی دیکھتے مسلمانوں نے جلسے کو درہم برہم کر دیا، پولیس آ گئی، بھگدڑ مچی، پولیس نے گولی چلائی، ہمیں گھیر کر لاٹھی چارج کیا جس میں کئی لاٹھیاں میرے بھی لگیں، مگر پھر الحمدللہ کراچی میں قادیانیوں کا کوئی قابل ذکر جلسہ نہ ہو سکا۔

## ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوۃ صلی اللہ علیہ وسلم

لیکن یہ آگ جو مسلمانوں کے دلوں میں لگی ہوئی تھی۔ بڑھتی چلی گئی، کیونکہ قادیانیوں کو بڑے بڑے عہدوں پر رکھا جا رہا تھا اور غیر مسلم اقلیت قرار نہیں دیا جا رہا تھا، یہاں تک کہ ۱۹۵۳ء میں ختم نبوت کی وہ مشہور تحریک چلی، جس میں صرف لاہور میں دس ہزار مسلمانوں نے اپنی جانیں قربان کیں، پاکستان میں سب سے پہلا 'مارشل لاء' وہیں لگا تھا، پورے پاکستان میں ایک آگ تھی اور ہر مسلمان بے تاب تھا کہ اپنی جان ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم اور ختم نبوت کی حفاظت کے لیے قربان کر دے۔ جس دن

تحریک شروع ہونے والی تھی وہ جمعہ کا دن تھا لیکن راتوں رات تحریک کے
تمام علماء کو گرفتار کرلیا گیا، پورے پاکستان میں جس شہر میں جہاں کوئی عالم
دین تحریک کا سرگرم نمائندہ تھا گرفتار کرلیا گیا اور پھر ان پر فوجی عدالتوں
میں مقدمے چلے، فوج کا حکم یہ تھا کہ کوئی شخص گھر سے باہر نہ نکلے، گلیوں
کے اندر بھی نکلنے کی اجازت نہیں تھی، فوج نے مورچے سنبھالے ہوئے
تھے اور مشین گنیں نصب کر رکھی تھیں اور فوج کو یہ حکم تھا کہ جس کو باہر دیکھو
گولی ماردو، بکتر بند گاڑیوں میں فوجی جوان اپنی مشین گنیں تانے ہوئے
لاہور کی سڑکوں پر گشت کر رہے تھے۔ میری بہن کا اور میرے بڑے بھائی
صاحب کا گھر لاہور میں ہے، وہ اپنے گھروں میں سے یہ سب نظارے
دیکھتے تھے، حکم یہ تھا کہ کوئی شخص باہر نہ نکلے، لیکن اچانک ایک گلی سے شمع
رسالت ﷺ کے پروانوں کا ایک دستہ نمودار ہوتا اور ’’ختم نبوت زندہ باد‘‘
کے نعرے لگاتا ہوا آگے بڑھتا اور اپنے کھلے ہوئے سینوں کی طرف
اشارہ کر کے کہتے ’’گولی یہاں مارو، یہاں مارو‘‘ اور فوج جس میں قادیانی

بھی گھسے ہوئے تھے وہ مشین گنوں سے تڑتڑ گولیاں چلاتی، لیکن جلوس کا کوئی آدمی پیچھے نہیں بھاگتا تھا، وہیں گر کر شہید ہو جاتا تھا، ابھی یہ خون ریزی ختم نہ ہوتی کہ دوسری گلی سے ایسا ہی جلوس نکلتا، پھر تیسری سے، پھر چوتھی سے، پھر پانچویں سے، ہفتوں یہ سلسلہ جاری رہا، یہاں تک کہ صرف لاہور کے اندر دس ہزار مسلمانوں نے شہادت کا جام نوش کیا۔

﴿رحمہم اللہ اجمعین﴾

## مخلصانہ قربانیوں کے اثرات

وقتی طور پر وہ تحریک بظاہر ناکام ہوگئی، کیونکہ ظفر اللہ اسی طرح وزیر خارجہ رہا اور قادیانیوں کو حکومت نے غیر مسلم اقلیت بھی قرار نہیں دیا اور مسلمانوں کا کوئی مطالبہ نہ مانا گیا، لیکن اللہ تعالیٰ کے راستے میں دی جانے والی قربانی کبھی رائیگاں نہیں جاتی اس کے اثرات کبھی فوراً ہو جاتے ہیں، کبھی دیر لگتی ہے، کبھی وہیں ظاہر ہو جاتے ہیں، کبھی دوسری جگہ، آپ

نے دیکھا؟ غزوۂ خندق میں جب رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرامؓ خندق کھودنے میں مشغول تھے اور چھ دن تک یہ سلسلہ جاری رہا وہ خندق ساڑھے تین میل میں پھیلی ہوتی تھی، کھدائی کرنے کے لئے رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو دس دس آدمیوں کی جماعت میں تقسیم کر کے ہر جماعت کو دس دس گز خندق کھودنے کا ذمہ دار بنایا تھا، جس جماعت میں حضرت سلمان فارسیؓ تھے (انہی کی رائے پر انہی کے مشورہ سے اس خندق کے کھودنے کا فیصلہ ہوا تھا) ان کی کھدائی میں ایک بہت سخت چٹان آ گئی، صحابہ کرامؓ سے وہ ٹوٹ نہیں رہی تھی، بلکہ اس کوشش میں ان کے اوزار بھی ٹوٹ گئے۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے آپ ﷺ سے عرض کیا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ 'ٹھہرو' میں خود اترتا ہوں، بھوک کی وجہ سے آپ کے شکم مبارک پر پتھر بندھا ہوا تھا، ہم نے بھی تین دن سے کوئی چیز نہیں چکھی تھی، آپ نے دعا پڑھ کر کدال سے اس چٹان پر ضرب لگائی تو

اس کا ایک تہائی حصہ ٹوٹ گیا۔

آپ نے فرمایا:

'اللہ اکبر! مجھے ملک شام کی کنجیاں
عطا کی گئیں، اللہ کی قسم شام کے
سرخ محلات اس وقت میں
اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں۔'

پھر آپ ﷺ نے دوسری بار دعا پڑھ کر کدال ماری تو چٹان کا دوسرا تہائی حصہ ٹوٹ کر گر پڑا، آپ ﷺ نے فرمایا:

'اللہ اکبر! مجھے فارس کی کنجیاں
دی گئی ہیں، اللہ کی قسم مدائن
کے قصر ابیض کو اس وقت میں
اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں'

تیسری بار آپ ﷺ نے دعا پڑھ کر کدال ماری تو بقیہ چٹان بھی

ٹوٹ گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

'اللہ اکبر! مجھے یمن کی کنجیاں
عطا کی گئیں، اللہ کی قسم، میں صنعا
(شہر) کے دروازوں کو اس وقت
اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں'

دیکھئے! کھدائی مدینہ منورہ میں ہو رہی تھی، لیکن فیصلہ ملک شام کی فتح کا ہو رہا تھا، کدال کی ضرب یہاں پڑ رہی تھی، خوشخبری ایران، فارس اور یمن کی فتوحات کی مل رہی تھی...... فاقہ کشی اور کھدائی کی مشقت یہاں جھیلی جا رہی تھی لیکن اس کے نتائج وہاں مرتب ہو رہے تھے، قربانی آج دی جا رہی تھی، اس کے ثمرات کئی سال بعد مرتب ہو رہے تھے۔

## ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوۃ

اسی طرح ۱۹۵۳ء کے شہیدوں کا لہو کئی سال بعد رنگ لایا،

۱۹۷۴ء میں یہ تحریک دوبارہ اٹھی، اس مرتبہ اس کی قیادت حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کے شاگرد رشید حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کے ہاتھ میں تھی، اللہ تعالیٰ نے اس بار فتح مبین عطا فرمائی، پاکستان میں مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا اور اس مقصد کے لئے پاکستان کے آئین میں ترمیم کی گئی، لیکن اس مقصد کی تکمیل کے لئے کئی قانونی اور انتظامی اقدامات ضروری تھے، تاکہ قادیانی خود کو مسلمان کہہ کر لوگوں کو دھوکہ نہ دے سکیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان قانونی اور انتظامی اقدامات کی سعادت صدر پاکستان شہید ضیاء الحق مرحوم کو عطا فرمائی، مسلمانوں اور علماء کرام کے مطالبے کے مطابق انہوں نے آرڈی ننس نافذ کیا، جس کے بعد الحمدللہ پاکستان میں اب قادیانیت کا مسئلہ طے ہوگیا ہے، اب وہاں کسی قادیانی کو جرات نہیں ہے کہ وہ اسلام کے نام پر قادیانیت کا فریب دے سکے یا اسلامی اصطلاحات کو قادیانیت کے لئے استعمال کرے، یا اپنے آپ کو قادیانی بھی کہے مسلمان بھی کہے، جیسا کہ مولانا زاہد الراشدی

صاحب مدظلہ نے ابھی آپ کو وہ آرڈی ننس پڑھ کر سنایا ہے۔

## مسلمانان برطانیہ کی ذمہ داری

لیکن اے مسلمانان برطانیہ! اب آزمائش آپ کے کندھوں پر آگئی ہے، برصغیر کے مسلمانوں نے اللہ کے فضل وکرم سے اس فتنے کی سرکوبی کر کے وہاں سے اسے جلاوطن کر دیا ہے، اب یہ فتنہ اور فراڈ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا یہ دشمن ٹولہ یہاں آپ کے انگلینڈ میں آگیا ہے، یہاں اس نے اپنا سب سے بڑا مرکز بنایا ہے، اور یہاں سے وہ یورپ اور امریکہ میں نوجوانوں میں عقیدۂ ختم نبوت کے خلاف تحریک چلا رہا ہے، پاکستان، بنگلہ دیش اور انڈیا میں ناکام ہونے کے بعد انہوں نے اپنا مرکز لندن کو بنایا ہے اور بہت سوچ سمجھ کر انہوں نے یورپ کے مسلمانوں کو نشانہ بنانے کا یہ قدم اٹھایا ہے، کیونکہ یہاں اسلام دشمن طاقتیں ان کی سرپرستی کے لئے موجود ہیں، اب دیکھئے کس کس طریقہ سے یہ اپنی باطل

تحریک قادیانیت کی تبلیغ کر رہے ہیں، کئی یورپین ممالک کسی پاکستانی یا ہندوستانی کو آسانی سے ویزہ نہیں دیتے، لیکن ان ممالک میں قادیانیوں کو یہ مراعات حاصل ہیں کہ اگر وہ کسی کی سفارش کر دیں اور ذمہ داری لے لیں تو اس کو بہت آسانی سے یہاں ملازمت کرنے کا ویزہ مل جاتا ہے۔ یہ نوجوانوں کو کہتے ہیں 'دیکھو! تم کو ویزہ دلوا دیں گے، پرمٹ ویزہ دلوا دیں گے، تم اس فارم پر دستخط کر دو' اس فارم میں اس بات کا عہد لیا جاتا ہے کہ وہ 'احمدی' ہے، بہت سے نوجوان قادیانیت کا شکار اسی طریقے سے ہوئے ہیں، جب ان سے کہا گیا کہ بندۂ خدا تم کفر نامہ پر دستخط کر رہے ہو؟ تو وہ کہتے ہیں کہ ہم تو دستخط ایسے ہی جھوٹ موٹ کر رہے ہیں۔ دل میں تو ہمارے ایمان ہے، لیکن یاد رکھیۓ جو شخص کھلا ہوا صریح کلمۂ کفر قلم یا زبان سے نکالتا ہے تو جب تک وہ اس کفر سے اپنی مکمل علیحدگی کا مظاہرہ نہیں کرے گا، دنیا میں اسے قادیانی ہی سمجھا جائے گا، کیونکہ اس نے کھلے کفر پر دستخط کیۓ ہیں۔

یہاں ایمان والوں کے ایمان پر ڈاکے ڈالے جارہے ہیں، اب یہ ساری ذمہ داری یورپ میں بسنے والے مسلمانوں پر آ گئی ہے، خاص طور پر برطانیہ میں بسنے والے مسلمانوں کی ذمہ داری سب سے زیادہ ہے کہ وہ اس نقش قدم پر چلیں جو پاکستان کے مسلمانوں نے آپ حضرات کے لئے تاریخ پر ثبت کر دیئے ہیں۔ اپنے بچوں اور اپنی نسلوں کو اس فتنے سے بچانے کے لئے جو اقدامات ہو سکتے ہیں کئے جائیں، اپنے تعلیمی اداروں میں اس فتنہ سے ہمارے طلبہ اور طالبات کو باخبر کیا جائے۔ خاص طور پر ہمارے نوجوانوں کو پھانسنے کے لئے ان کی لڑکیوں کا حربہ بڑا خطرناک ہے، اس پر خصوصی نظر رکھی جائے، اللہ تعالیٰ آپ سب حضرات کا حامی وناصر ہو، میں اپنی گذارشات اسی دعا پر ختم کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ برطانیہ، یورپ اور امریکہ کے مسلمانوں کو اس خطرناک فتنے سے محفوظ رکھے، آمین۔

﴿وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین﴾

# فضول خرچی اور اسکے خطرناک نتائج

مفتی اعظم پاکستان مولانا محمد رفیع عثمانی مدظلہم

بیت العلوم
۲۰- نابھہ روڈ، پرانی انارکلی لاہور۔ فون ۷۳۵۲۴۸۳

اصلاحی تقریریں جلد اول

اصلاحی تقریریں جلد دوم

اصلاحی تقریریں جلد سوم

اللہ کا ذکر

اکابر کا اخلاص اور باہمی تعلق

اپنے دشمن کو پہچانیے

توبہ کی حقیقت واہمیت

جنت کا آسان راستہ

جنت کے حالات

جہاد کشمیر اور ہماری ذمہ داری

حب جاہ ایک باطنی بیماری

خدمت خلق

دینی مدارس اور نفاذ شریعت

سود اللہ اور رسول ﷺ سے اعلان جنگ

سچ اور جھوٹ

صبر اور اس کی حقیقت واہمیت

طلبائے دین سے فکر انگیز خطاب

ملت اسلام اور ملت کفر

مستحب کام اور ان کی اہمیت

مخلوق خدا کو فائدہ پہنچاؤ

مغربی دنیا میں دینی رجحان

نیت اور اس کی کرشمہ سازیاں

تقویٰ کیا ہے؟

کام چوری اللہ کا ایک عذاب

مسلم تاجر کی ذمہ داری

عقیدہ ختم نبوت ﷺ اور اس کا تحفظ

فضول خرچی اور اسکے خطرناک نتائج

تقدیر کیا ہے؟
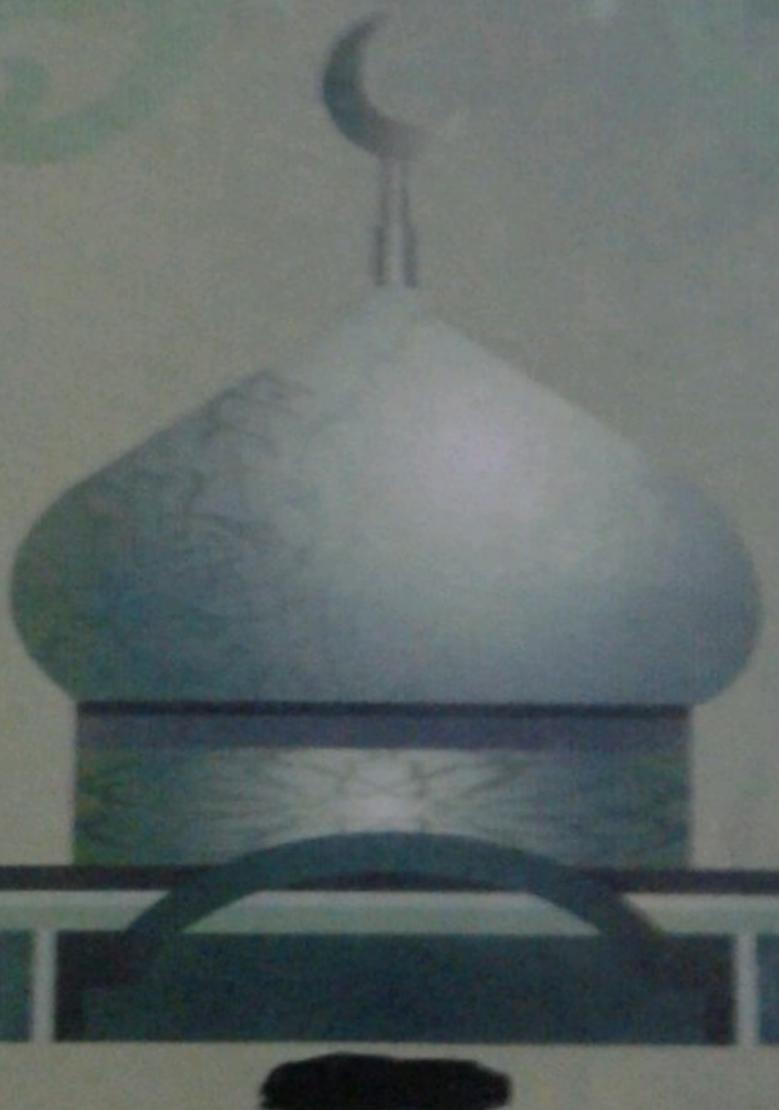
## جسٹس مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ کے اصلاحی مواعظ

- اصلاحی مواعظ جلد اول
- اصلاحی مواعظ جلد دوم
- اصلاحی مواعظ جلد سوم
- اصلاح کی فکر کریں
- اعمال مین وزن کس طرح پیدا ہو
- اسلام اور عقل
- اسوۂ حسنہ اور انسانی حقوق
- اتباع سنت علیہ السلام اور اس کی برکات
- بدعت ایک گمراہی
- پڑوسیوں کے حقوق
- دین کیا ہے
- ذکر اللہ کے فضائل
- رمضان کس طرح گزاریں
- ریاکاری اور اس کا علاج
- صدقہ و خیرات کے فضائل
- عورت کی عظمت
- علم پر عمل کریں
- فضیلت علم و علماء
- فکر آخرت
- فلسفہ حج و قربانی
- کھانا اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
- مصیبت پر صبر کریں
- موت کو یاد رکھیں
- مال و جاہ کی محبت
- نفلی عبادات کی اہمیت
- ختم بخاری شریف
- استخارہ کا مسنون طریقہ
- توبہ اور اسکی شرائط۔

* * * * * * * * * * * * * * *

# اُسکی بیوی جنّی تھی

ازقلم: حکیم الاسلام
حضرت مولانا قاری محمد طیب

جن ایک حقیقت ہے جو نص قطعی سے ثابت ہے لیکن جن کا نام سنتے ہی بدن میں سنسنی سی دوڑ جاتی ہے۔ اگر کسی گھر کے بارے میں یہ شبہ بھی ہو جائے کہ یہاں جنات کا اثر ہے تو کوئی بھی اس گھر میں رہنے کی ہمت نہیں کرے گا لیکن ان خوفناکیوں کے باوجود جنات اور انسانوں کے درمیان دوستانہ تعلقات بھی قائم ہو جاتے ہیں۔ نہ صرف باہمی تعلقات بلکہ جنات اور انسانوں میں ازدواجی رشتے بھی قائم ہوتے دیکھے گئے ہیں۔ جس کی صداقت ذیل کے واقعہ سے ہوتی ہے۔ یہ واقعہ دہلی کے مشہور زمانہ عالم۔ محدث و مفسر خانوادہ ولی اللہی کے مایہ ناز فرزند حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی قدس سرہ کے ایک مرید کا ہے۔ حضرت اقدس کا یہ مرید دہلی سے باہر کسی نواحی بستی میں رہتا تھا۔

ایک دن وہ مرید اپنی کسی ضرورت سے دوسرے گاؤں جا رہا تھا جب وہ اپنی بستی کی آبادی سے کافی دور نکل گیا تو اسے دور سے ایک بڑے گھنے درخت کے نیچے سفید کپڑوں کی گٹھری سی رکھی ہوئی نظر آئی۔ جب وہ اس گٹھری کے قریب پہنچا تو اس نے دیکھا کہ سفید برقعہ میں لپٹی ہوئی ایک عورت بیٹھی ہے۔ اسے یہ منظر دیکھ کر بڑی حیرت ہوئی کہ یہ عورت یہاں سنسان جنگل میں تنہا کیوں بیٹھی ہے وہ اس کے قریب گیا اور اس سے پوچھا کہ وہ کون ہے اور یہاں سنسان جنگل میں تنہا کیوں بیٹھی ہے۔

یہ سنتے ہی عورت نے اپنے چہرہ سے نقاب اُٹھا دی اور کہنے لگی میں ایک دکھیا اور ستائی ہوئی عورت ہوں۔ میرے شوہر نے مجھے گھر سے نکال دیا ہے۔ اب میں مجبور ہو کر دہلی جا رہی ہوں تاکہ وہاں کسی نیک آدمی سے شادی کر کے عزت کی زندگی گذار سکوں۔

مرید بولا۔ شادی کا تو میں بھی خواہش مند ہوں" لیکن فی الحال میں بے روزگار ہوں، اس لئے ابھی شادی کا کوئی ارادہ نہیں ہوا ہے۔"

عورت بولی۔ "اگر واقعی تم شادی کے لئے تیار ہو تو تم خرچ کا بالکل فکر مت کرو۔ یہ ذمہ داری میری ہے۔ بس تم مجھ سے شادی کر لو۔"

وہ مرید عورت کے حسن و جمال کا تو پہلے ہی گرویدہ ہو گیا تھا اور اب جب اس نے یہ سن لیا کہ خرچ کی ذمہ داری بھی یہ عورت قبول کر رہی ہے تو فوراً شادی کے لئے آمادہ ہو گیا۔ وہ اس کو لے کر اسی وقت سیدھا اپنے پیر و مرشد حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں دہلی آیا اور ان سے نکاح پڑھوا کر اس کو اپنے گھر لے آیا۔ اور دونوں ہنسی خوشی رہنے لگے۔ یہ عورت اس مرید کو روزانہ ایک اشرفی دے دیا کرتی تھی جس سے گھر کا خرچ بڑی فراغت سے پورا ہو رہا تھا۔ اس عرصہ میں ان کے یہاں دو بچے بھی پیدا ہو گئے۔ ان دونوں بچوں میں ماں کے حسن و جمال کی جھلک اور باپ کی صحت و تندرستی نمایاں طور پر جلوہ گر تھی۔

ایک روز مرید کو بیٹھے بیٹھے یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ عورت ایک اشرفی روز کہاں سے لاتی ہے...... جب کہ یہ ہر وقت گھر میں رہتی ہے... کہیں آتی جاتی بھی نہیں۔ اور جس وقت یہ عورت جنگل سے میرے ساتھ آئی تھی اس وقت بھی اس کے پاس سوائے ایک برقعہ کے اور کچھ نہیں تھا... پھر یہ کیا راز ہے.... یہ اشرفی روز کہاں سے لاتی ہے...؟"

اس نے اپنے کئی ہم راز دستوں سے اس کا تذکرہ کیا۔ انہوں نے کافی سوچنے کے بعد بتایا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تمہاری بیوی کا تعلق انسانوں سے نہیں ہے.... بلکہ جنات سے ہے۔ انہوں نے اسے یہ مشورہ دیا کہ کسی عامل سے بھی اس سلسلہ میں معلومات کر لی جائیں۔ اگر یہ معلوم ہو جائے کہ وہ کوئی جن ہے تو بہتر ہے کہ اس سے فوراً چھٹکارا حاصل کر لیا جائے کیوں کہ جن و انسان ایک ساتھ نہیں رہ سکتے۔ اگر کسی روز بھی اس کی مرضی کے خلاف کوئی بات ہو گئی اور اسے غصہ آ گیا تو وہ تمہیں جان سے بھی مار سکتی ہے۔ یہ سن کر مرید کا برا حال ہو گیا۔ وہ سر سے پیر تک کانپ اُٹھا۔ اور اسی وقت وہ ایک عامل کے پاس پہنچا اور اس کو تمام حالات بتائے۔ عامل نے تمام حالات سن کر کہا کہ مجھے یقین ہے کہ تمہاری بیوی کوئی جن ہے لیکن تم گھبراؤ نہیں میں ایسے تعویذ دوں گا کہ وہ جلد ہی بھاگ جائیگی۔ وہ عامل سے تعویذ لے کر گھر آیا اور اس نے اپنی بیوی سے چھپا کر تعویذوں کو جلانا اور ان کی دھونی دینی شروع کر دی۔

اب وہ ہر وقت اپنی بیوی سے خوف زدہ رہنے لگا تھا۔

ایک دو ہفتے اسی طرح گذر گئے۔ ایک روز اس کی بیوی کہنے لگی۔ آخر تم کس چکر میں پھنس گئے ہو۔ اور یہ تعویذ گنڈے کیوں کراتے پھر رہے ہو..... مجھے ان سے تعویذوں سے سخت تکلیف پہنچ رہی ہے۔ تمہارا یہ اندیشہ صحیح ہے کہ میں جن ہوں ..... لیکن میں سچے دل سے تمہاری وفادار اور مخلص بیوی بن چکی ہوں۔ اور میں قسم کھاکر تمہیں یقین دلاتی ہوں کہ میں کبھی بھی کسی طرح کا تمہیں نقصان نہیں پہنچاؤنگی ..... یہی نہیں بلکہ اگر تم پر کوئی پریشانی اور مصیبت آپڑی تو میں اپنی زندگی تک تم پر قربان کرنے سے دریغ نہیں کرونگی۔ سچ بات یہ ہے کہ میں اپنی قوم سے ٹھوکریں کھاکر تم انسانوں کی طرف آئی تھی کہ شاید کوئی انسان مجھے اپنے سینے سے لگالے۔ شکر ہے تم مجھے مل گئے اور تم نے مجھے اپنا بھی لیا۔ مجھے یہ معلوم ہو کر بہت خوشی ہوئی کہ تم بھی حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کے مرید ہو۔ مجھے اور میرے تمام خاندان کو بھی حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب سے بے پناہ عقیدت ہے لیکن افسوس تم بھی مجھے ٹھکرانے اور اپنے سے جدا کرنے پر آمادہ ہوگئے ہو۔ خدا کے لئے مجھے اپنے سے جدامت کرو۔ مجھے اپنے پہلو میں آرام سے زندگی گذارنے دو میں سچ کہتی ہوں کہ میں تمہاری جدائی برداشت نہیں کروں گا۔ خدا کے لئے تعویذوں کے اس سلسلہ کو بند کردیں۔ مجھے اس سے سخت تکلیف پہنچ رہی ہے۔

اب جبکہ مرید کو اس کے جن ہونے کا مکمل یقین ہوگیا تو وہ اور بھی زیادہ خوف زدہ رہنے لگا۔ اور اس نے تعویذوں کا سلسلہ اور زیادہ تیز کردیا۔ جب وہ جن عورت بالکل ہی پریشان ہوگئی اور ہر لمحہ اس کی تکلیف میں اضافہ ہونے لگا تو اس نے اپنے شوہر سے کہا۔

اب تم نے میرا یہاں رہنا بالکل ہی مشکل بنا دیا ہے۔ تمہارے طرز عمل سے مجھے بہت زیادہ تکلیف پہنچنے لگی ہے اور یہ تکلیف ناقابل بیان حد تک بڑھتی جارہی ہے۔ میں اپنے جسم میں ہر وقت آگ کے شعلے سے دوڑتے ہوئے محسوس کرتی ہوں۔ مجھے اپنے چاروں طرف آگ ہی آگ نظر آرہی ہے۔ اور اس آگ میں مجھے اپنی رگ رگ جھلستی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ اب جب کہ تم نے مجھے بالکل ہی مجبور کردیا اور میری روح کو تکلیف پہنچانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے تو اب میں مجبور ہو کر تمہارے گھر سے جارہی ہوں۔ اگر میں چاہتی تو تم سے اس ایذارسانی کا انتقام بڑی آسانی سے لے سکتی تھی لیکن نہیں..... میں ایسا ہرگز نہیں کروں گی۔ میں نے تم سے سچی محبت کی ہے۔ میں تمہیں ادنی سی بھی تکلیف میں دیکھنا برداشت نہیں کرسکتی۔ میں تمہیں ہمیشہ خوش دیکھنا چاہتی ہوں یہ میری بدنصیبی ہے کہ تم مجھے اپنے گھر سے نکال رہے ہو۔ میں تمہارا بے حد احترام بھی کرتی ہوں کیونکہ تم میرے شیخ و مرشد کے مرید ہو۔ خیر..... اب جو تمہاری مرضی..... اگر مجھ سے کوئی غلطی ہوئی ہو۔ یا تمہاری خدمت گذاری میں کوئی کمی ہوگئی ہو تو خدا کے لئے مجھے معاف کردینا۔ اچھا..... اب میں..... تم سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہورہی ہوں..... خدا حافظ..... یہ کہہ کر اس نے اپنے دونوں بچوں کا ہاتھ پکڑا..... روتی ہوئی اور آنسو بہاتی ہوئی دروازے کی طرف چل دی..... اور دروازے کے قریب کی دیوار کے پاس جاکر کھڑی ہوگئی۔ اور اپنے شوہر اور گھر کی ایک ایک چیز پر بڑی یاس اور حسرت بھری نگاہ ڈالی اور رندھی ہوئی آواز میں اپنے شوہر کو آخری سلام کیا اور پھر اپنے دونوں بچوں کو بڑی عجیب وغریب نظر سے گھورا اور وہ دونوں معصوم بچے آہستہ آہستہ دھواں بننے لگے اور کچھ ہی دیر میں دھواں بن کر اس دیوار میں سماگئے۔ اس کے بعد اس عورت نے ایک بار پھر اپنے شوہر کو درد بھرا سلام کیا اور چند ہی سیکنڈ میں وہ بھی دھواں بن کر اسی دیوار میں سماگئی۔

مرید یہ دہشت ناک منظر بڑے غور سے دیکھ رہا تھا۔ تینوں کے اس طرح غائب ہو جانے کے بعد وہ فوراً اپنے گھر سے نکل کر بھاگا اور پڑوسی کے گھر میں گھس کر بے ہوش ہوگیا۔ اور بخار چڑھ آیا۔ کافی دیر کے بعد جب اسے ہوش آیا تو اس نے پڑوسی کو سارا واقعہ سنایا۔ جسے سن کر اس کے بدن میں بھی سنسنی دوڑ گئی۔ اس نے فوراً ہی وہ مکان فروخت کردیا اور اپنا گاؤں چھوڑ کر کسی دوسرے گاؤں میں جاکر رہنے لگا۔

## حرکتِ نازیبا کو جنات بھی پسند نہیں کرتے

مناقبِ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ میں مذکور ہے کہ حضرت سے کسی نے آکر عرض کیا کہ میری لڑکی مکان کی چھت سے غائب ہوگئی ہے۔ حضرت شیخ عبدالقادرؒ نے فرمایا کہ کرخ کے جنگلات میں پانچویں ٹیلے کے پاس اپنے گرد آیت الکرسی کا حصار کرکے بیٹھ جانا اور اس کے بعد بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھکر سورۂ مزمل پڑھنی شروع کردینا اور لاتعداد پڑھتے رہنا۔ نصف رات کے بعد تمہارے پاس جنات آنے شروع ہوجائیں گے۔ تم ان سے کسی قسم کا خوف نہ کھانا وہ تمہیں کسی قسم کی ایذا نہ پہونچاسکیں گے صبح کے وقت تمہارے پاس جنات کا بادشاہ آئے گا اور تم سے سوال کریگا، اس وقت تم یہ کہدینا کہ مجھے عبدالقادر نے بھیجا ہے اور میری لڑکی مکان کی چھت سے غائب ہوگئی ہے۔

چنانچہ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی فرمانے کے مطابق نصف شب کے بعد جنات آنے شروع ہوگئے اور صبح صادق کے وقت جنات کا بادشاہ گھوڑے پر سوار ہو کر آیا اور حصار کے سامنے کھڑے ہو کر بولا۔ کیا بات ہے؟ ہمیں کیوں یاد کیا گیا ہے؟۔

میں نے اس سے کہا کہ میں شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا بھیجا ہوا ہوں میری لڑکی مکان کی چھت سے غائب ہوگئی ہے اور مجھے شبہ ہے کہ جنات اسکو اٹھا کرلے گئے۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا نام سنتے ہی بادشاہ گھوڑے سے اُتر کر زمین بوس ہوا اور حصار کے قریب بیٹھ گیا اس کے سب ساتھی بھی بیٹھ گئے۔ شاہ جنات نے فوراً اپنے ساتھیوں سے کہا کہ یہ نامعقول حرکت کس مردود نے کی ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک سرکش جن بادشاہ کے روبرو لایا گیا اور اس کے ہمراہ میری لڑکی بھی تھی۔ بادشاہ نے نہایت غم وغصہ کا اظہار کرتے ہوئے اس سرکش کی گردن اُڑادی اور میری لڑکی میرے سپرد کردی۔